علی محمود طٰہٰ ـــــــ حسومات

آخری قسط

ابوسفیان اصلاحی، علی گڑھ

(۶) "الشوق العائد" یہ دیوان ۱۹۴۵ء میں منظر عام پر آیا۔ دوسری جنگ عظیم سے پہلے یورپ کے بعض شہروں سے متعلق اپنے مشاہدات کو اس میں بیان کیا۔ "جزیرۃ العاشق" کے نام سے اس نے اٹلی کے "جزیرۂ کابری" پر ایک قصیدہ منظوم کیا۔ برلن جانے کے بعد اس نے "بین الحرب والسوب" کے نام سے ایک قصیدہ کہا جس میں شکست خوردہ مسولینی کی حوصلہ افزائی ہے۔ یہ قصیدہ ۱۹۴۴ء میں منظر عام پر آیا۔ اس میں اس نے اپنی آسائش حیات اور لذائذ زندگی پر بھی روشنی ڈالی ہے۔

حیاتی قصۃ بدات بکاس		لها غنیت وامرأۃ جمیلۃ (۱)

یہ دیوان درج ذیل خصوصیات پر مبنی ہے۔

(۱) اس میں اس نے "الملاح التائہ" کی طرح اپنے تشدد آمیز احساسات کو پیش کیا ہے۔ قصیدہ "الشوق العائد" میں کہتا ہے۔

اهدئی یا نوازع الشوق فی قلبی فلن تملکی لما مضیٰ رجوعا

آہ هیهات أن یعود ولو أفنیت عمری تجرفا ودموعا

آہ هیهات أن یعود ولو ذوبت قلبی صبابۃ ودموعا

فاهدئی الآن یا لثورتک الهوجاء جبارۃ تدک الضلوعا (۲)

(۲) وہ نظریۂ ارتقاء کا قائل تھا۔ اس کے خیال میں انسان ابتداءً بندر تھا۔ (۳) اور ارتقائی

---

(۱) الادب العربی المعاصر فی مصر ص: ۱۶۷

(۲) علی محمود طٰہٰ شعر و دراسہ ص: ۳۶۳

(۳) نظریۂ ارتقاء کا اصل محقق "ڈاروِن" ہے۔ بہت سے محققین دلائل کی روشنی میں اس نظریہ کو رد کر چکے ہیں۔ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے بھی اپنی کتاب "رسائل و مسائل" (ص ۴۲/۵۴) فروری ۱۹۸۳ء مرکزی مکتبہ اسلامی میں بحث کرتے ہوئے اس نظریہ کی تردید کی۔

ارحل سے گذرتے ہوئے انسان کی شکل میں آیا۔ قصیدہ "خمرۃ الالہۃ" میں کہتا ہے ۔

ما أراها اخطأت فی وھمنا　　　عالم الغابۃ أو مھد الحدود

وأراھا خلقۃ فی دمنا　　　یوم کنا بعض اعدام القرد

ھدنا الاعلی علی کبرتہ　　　لم تشتہ نظرۃ المنتقص

ھو ما زال علی فطرتہ　　　ضاحکاً خلف حدید القفص (۱)

(۷) "شرق وغرب" ۱۹۴۷ء میں یہ دیوان منصۂ شہود پر آیا۔ اس کے عنوان سے اس کے مضامین کا اندازہ ہوجاتا ہے۔ اس میں اس نے اپنے مغرب و مشرق کے مشاہدات کو قلمبند کیا۔ پہلے حصہ میں یونانی خیالات اور یورپ کے ان واقعات کا ذکر کیا ہے جو درمیان سفر پیش آئے۔ آغاز ایک ایسے قصیدے سے کیا جس میں ایک لڑکی کا ذکر ہے جسے اس نے ایک تقریب میں دیکھا تھا۔ بارہا اس کے ساتھ تفریح بھی کی۔ اس کا اس کی شاعری پر بڑا گہرا اثر رہا۔ انھیں احساسات کو اس نے شعری جامہ پہنایا۔ اشعار میں دلی جذبات و احساسات نمایاں ہیں ۔

دوسرے حصہ میں مشرق کے سیاسی واقعات۔ ملک کی صورتحال اور عرب ممالک پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس دیوان کے منظر عام پر آنے سے قبل اس کا بیشتر وقت پردیس میں گذرا۔ قصیدہ "طارق" اس نے پردیس ہی میں لکھا۔ اس کے دو قصیدے "الاسلامیہ" اور "العربیہ" میں کوئی خاص بات نہیں ہے ۔ ہاں اتنا ضرور اندازہ ہوتا ہے کہ اس کا مشرق سے اٹوٹ رشتہ تھا مصر اور یورپ میں جو کچھ اس نے قدرت کے عجائب دیکھے انھیں بھی اس میں پیش کیا۔ اس میں اپنے وطن عربی اور اسلامی تحریکوں کی بھی عکاسی کی۔ فلسطین۔ فوزی القاوقجی اور عبدالکریم (جو عرب کے ایک عظیم لیڈر رہے) پر بھی اظہار خیال کیا ہے ۔ انڈونیشیا پر بھی اشعار ملیں گے۔ اس میں سب سے شاندار قصیدہ "مصر" ہے ۔ جس میں مصر کی سیاسی پارٹیوں اور اس کی خرابیوں کی طرف اشارہ موجود ہے ۔ اس میں ان کے موسسین پر بھی اظہار خیال کیا گیا۔ وہ کہتا ہے۔(۲)

---

(۱) علی محمود طہ شعر و دراسۃ ص: ۱۳۰

(۲) الادب العربی المعاصر فی مصر ص: ۱۶۸

أحقاما يقال اشيوخ جيل على احقارهم فيه اكبوا؟

وكانوا الامس ارسخ من جبال اذا ما زلزلت قمم وهضب؟

فما لهم وهت منهم حلوم لها بهدى الهوى رفع وجذب؟ (۱)

علی محمود طٰہٰ نے پہلے حصے کا نام "اصدار من الغرب" اور دوسرے کا "اصدار من الشرق" رکھا ہے۔ مجموعی حیثیت سے دیوان لائق تعریف ہے۔

اس میں اس نے اس طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ وہ کیوں شہوات زندگی میں مبتلا ہوگیا اور کیوں اس کا تغزل کی طرف رجحان زیادہ رہا۔ اپنے قصیدہ "فلسفہ وخیال" میں ان چیزوں کی عکاسی کی۔ اس میں اس نے ایک خاتون کے سوالات کے جوابات دیتے ہوئے یہ بات بتائیں۔

قلت يا فتنة الصبا حفلت دنياك بالحب والمنى والاغاني

ما أثارت حرارة الجسد المشتاق الا مرارة الحرمان

ان أجسادنا معابر أرواح الى كل رائع فتان

أنا اهوى روحية العالم المنظور لكن بالجسم والوجدان (۲)

قسم اول کے پڑھنے سے ہی اندازہ ہوا کہ وہ مایوسیوں کی پہنچ سے بہت دور تھا۔

دوسری قسم درج ذیل چیزوں پر مشتمل ہے۔

(۱) اس میں سامراج کے غلط دعوؤں اور ان کی حرص وآز کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ ان کی نظریں پٹرول پر ٹکی ہوئی ہیں۔ پٹرول اور ریتیل پر قبضہ جمانا چاہتے ہیں۔ مشرق کو اپنا جنگی اڈہ بنانے کے لئے سوچ رہے ہیں۔ اسے اپنی تجارتی اور جنگی منڈی بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔ مختصر یہ کہ وہ مشرق پر ہر طرح سے اپنا تسلط قائم کرنے کے درپے ہیں۔ (۳) ان تمام چیزوں پر قصیدہ "من الاعماق" میں روشنی ڈالی ہے۔

---

(۱) علی محمود طٰہٰ شعر ودراسہ ص: ۶۷

(۲) 〃 〃 〃 〃 ص: ۵۶۳

(۳) علی محمود طٰہٰ حیاتہ وشعرہ ص: ۱۳۱

قالوا هو الحق ما انعمس لنصرته	یا بوسه کم هوان اهله ساموا
یا شرق یا شرق لا تخدعك دعوتهم	واقبض یدا فحدیث الحق اوهام
أ کان غیر عیون الزیت وافنة	من قلبك النفس یجریهن سجام (۱)

(۲) اس کے یہاں عرب قومیت سے بڑا گہرا رشتہ ہے۔ وہ عرب نظریات وخیالات اور تہذیب تمدن پر اسے پورا یقین تھا۔ عرب قومیت کی دعوت بھی دی۔ اس کی شاعری میں جا بجا عرب قومیت وران کے خیالات کا ذکر ملے گا۔ اس کے اہم قصائد" ابناء الشرق"" یوم فلسطین" اور" من الاعماق" ہیں۔

(۳) اس نے یہ بھی کہا ہے کہ عربوں کا اتحاد ناممکن ہے۔ ان کی کوئی موثر و مستحکم سلطنت کا قیام بھی ناممکن ہے۔ قصیدہ" لقاء دعار" میں کہتا ہے۔

أتقنع من حق و" جامعة " له	بجمع یدید الرأی شول خوان
ولیس لها من قوة غیر ألسن	وأقلام کتاب و سحر بیان
وماذا یفید الرأی لا سیف عنده	وماذا یعسیب القول یوم طعان (۲)

(۸) " ارواح شاردۃ" یہ شعری مجموعہ نہیں ہے۔ کتاب ہے۔ جس میں انگریزی اور فرانسیسی کے مترجم مضامین شامل ہیں۔ فرلین اور بودلیر کے اثرات نمایاں ہیں۔ یہ دونوں فرانسیسی شاعر ہیں انگریزی اور فرانسیسی کے بے شمار قصائد کا اس نے ترجمہ کیا۔

۱۹۴۱ء میں یہ کتاب منظر عام پر آئی۔ یہ کتاب شاید اس نے اس لئے تالیف کیا کہ ان لوگوں کا جواب دے سکے جو مغربی تہذیب پر طنز و تعریض کرتے رہتے ہیں۔ (۳)

" النیل":

علی محمود طٰہٰ نے نیل کا ذکر بھی بڑی شان و شوکت اور ذوق و شوق سے کیا۔ درج ذیل

---

(۱) علی محمود طٰہٰ شعر و دراسۃ ص: ۴۵۰
(۲) علی محمود طٰہٰ حیاتہ وشعرہ ص: ۱۳۲
(۳) الادب العربی المعاصر فی مصر ص: ۱۶۷

قصائد "الروبی الخضر" "الفتی الاسمر" "النور الابیض" "الظلال ذات الاضواء" "العات" اور "الزورق الحالم ذی التہاویل" میں نیل کی عظمت اور اس کے تاریخی پہلوؤں کی عکاسی کی ہے۔

اس نے نیل پر جو قصائد کہے ان میں وہ گہرائی اور وسعت نہیں جو کہ شوقی کے یہاں موجود ہے۔ ان قصائد میں کوئی ایسی چیز نہیں ملتی کہ جن کی بنار پر اسے امتیاز حاصل ہو سکے۔ جس طرح کہ "کیلو باترا" پر اظہار خیال ایک نئے انداز میں کیا ہے۔ ان قصائد میں ان تمام واقعات اور تاریخی پہلوؤں کا استقصار نہیں ملتا جو کہ نیل سے وابستہ ہیں۔ (۱) وہ اپنے قصیدہ "علی النیل" میں گویا ہے۔

أخی! ان وردت النیل قبل ورودی — فحی زمامی عنده وعهودی

وقبل ثری فیه امتزجنا ابوة — ونسلمه لابن لنا وحفید

أخی! ان أذان الفجر بیت صوته — سمعت لتکبیری ووقع سجودی (۲)

ختم شد

---

(۱) النیل فی الادب المصری ڈاکٹر نعمات احمد فواد۔ مطبع دار المعارف مصر۔ سنہ ۱۹۶۲ء ص: ۳۵۱۔

(۲) علی محمود طٰہ شعر و دراسة ص: ۱۹۷